

بِحَسْبِ الْوَسْطِ
اللَّهُ إِلَهُ رَبِّنَا وَيَهْدِنَا لِمَنْ

المنتهى قد كابر رساله فيض مقالته مؤلفه حضرت مولانا شيخ عبدالحق محدث دہلوی ۱۲۸۱ھ

ضياء العتق
للكاتب المحمدي

مترجمہ جناب مرزا محمد بیگ صاحب نقشبندی مجددی دہلوی سلمہ بعد تصحیح و بیع تمام

مطبع
مجتبای و افغہ مطبوعہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و تسلیش الہی و پس نعت و تحیت رسالت پناہی
منوہ می آید کہ این رسالہ است مختصر در بلبلیہ آداب
لباس حضرت سید البشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ
و اصحابہ و اتباعہ و تبع تابعیہ الی یوم الحشر و انشر غرض
اصلی و مقصود نکلی آست کہ ہر وہ تمام و فیض عام ازین
دستور فائض النور بمؤمنین و مسلمین برسد و لباس
کہ قطع کردن و پوشیدن آن بدعت است و طریقی
بند میان و گمراہان است ازان بازماند و اجتناب
کنند و حلق و نصیب بتابعیت سنت سنیہ برگزید و ثواب
جلیل و اجر جزیل فائض گردد و مین و برکت ازان
حاصل کنند و بدعا و خیر فقیر عبد الحق بن سیف الدین
الدہلوی البخاری را یاد آرد و بفتاحہ فائض مستطاب
گرداند و باللہ التوفیق +

ذکر آداب لباس

بدانکہ لباس مصدر است بمعنی ملبوس چنانچہ کتاب
معنی مکتوب و اہم لباس شامل است بردستار و پیکار
و حجتہ و کلاہ و زہاد و آزار و غیرہ و آنچه در پوشش بایز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا کی تعریف اور جناب رسالت پناہی کی نعت و تحیت
پس بخدا ہر کیا جاتا ہے کہ یہ مختصر رسالہ حضرت سرور کائنات
(صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ و اتباعہ و تبع تابعیہ الی
یوم الحشر و انشر) کے آداب لباس کے بیان میں جس سے
اصلی غرض اور کلی مقصد یہ کہ اس روشن دستور عمل سے مسلمان
اور مسلمانوں کو پورا پورا فائدہ اور کامل فیض پہونچے اور
ایسے لباس سے کہ جس کا قطع کرنا اور پرتنا بدعت اور گمراہی
اور بدعتوں کا طریقہ ہے بچیں اور سنت سنیہ کی پیروی کا
حقہ لیکر اعلیٰ ثواب اور جلیل القدر اجر پائیں اور نیز
برکت اس سے حاصل کریں اور فقیر عبد الحق
ابن سیف الدین دہلوی بخاری کو دعا خیر
یاد کریں اور خوشنویس فاتحہ سے معطر کریں اور اللہ ہی
توفیق کا حصر ہے +

آداب لباس کا ذکر

واضح ہو کہ لفظ لباس اگرچہ مصدر ہے مگر ملبوس کے معنی میں
جیسے کہ کتاب مکتوب کے موقع پر استعمال کی جاتی ہے اور لباس کا ہم
جبتہ - کلاہ - ازار - چادر وغیرہ پرچونے میں بکار ہون کا وہی

پس بر منان مستور نما کہ لباس حضرت سید الانبیاء
 و سید الاصفیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اکثر از چہ
 سفید بود و لباس سفید را بسیار دوست میداشتند
 چنانچہ در خبر است کہ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام
 علیکم بالبیاض من الثیاب لیسبھا الحیا
 و کفینوا فیھا موی تاکم فرائھا من خیار ثیابکم
 و قال علیہ الصلوٰۃ والسلام اکتسوا
 البیاض فرائھا اطهر و اطيب کفینوا فیھا
 موی تاکم۔ (رو فی بستان الفقیہ ابی الیث
 رحمہ اللہ) لیسبب البیاض من الثیاب
 (رو فی الشرعہ) احب الالوان البیاض
 والنظر الی الخضرۃ ین ید فی البصر۔ و
 قد لیس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 البرد الخضر و لبس الخضر سنۃ و یحب
 الرجال الخمرۃ والصفرة من الثیاب (رو فی
 الملتقط) و لبس السواد لیس من السنۃ ولا فیه
 فضل بل کرۃ جماعۃ النظر الیہ لانہ یدع
 مستحذاتہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 (رو فی روضۃ العلماء) ان اباحنیفۃ رضی اللہ
 عنہ قال لبس السواد لا یجوز لانه کان لا
 یلبسون ذلک فی زمانہ و بعد و نہ عیباً
 و قال ابو یوسف و محمد رحمہما اللہ تعالیٰ
 یجوز لانه فی زمانہ

اب مومنون پر معنیٰ نہ ہے کہ حضرت سید الانبیاء اور
 سید الاصفیاء (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا اکثر لباس
 سفید پرچہ کا تھا اور آپ سفید کپڑے کو بہت پسند فرما
 تھے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے جس کا ترجمہ یہ کہ نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفید کپڑے پہنے لازم کروا
 تمہارے زندہ اسکو پہنا کرین اور اپنے مردوں کو اسیں
 کفنا یا کرو کیونکہ وہ تمہارے عمدہ کپڑوں میں سے ہے اور
 اپنے فرمایا کہ سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ وہ نہایت پاکیزہ
 اور پاک مین اور کفنا کرو اس سے اپنے مردے اور فقیر
 ابواللیث کی لبان مین لکھا ہے کہ سفید کپڑا پہنا سب
 ہے۔ اور شرفۃ الاسلام مین ہے کہ سب رنگوں سے سفید
 سفید رنگ ہے اور سبز رنگ پر نظر کرنا مینائی کو قوت دیتا
 ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سبز چادر پہن
 ہے اور سبز کپڑا پہنا سنت ہے اور مرد سرخ اور زرد
 کپڑے سے بچیں۔ اور ملقط مین لکھا ہے کہ سیاہ کپڑا پہنا
 سنت نہیں ہے اور نہ اس میں کچھ بزرگی ہے بلکہ ایک
 جماعت نے اسکو دیکھا ہی کر وہ سمجھا ہے کیونکہ وہ بدعت
 ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایجاد ہوئی
 ہے۔ اور روضۃ العلماء مین لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ
 اللہ علیہ نے فرمایا کہ سیاہ کپڑے پہنے جائز نہیں کیونکہ
 انکے زمانہ مین یہ نہیں پہنے جاتے تھے بلکہ انکا پہنا
 عیب گنا جاتا تھا۔ مگر ابو یوسف اور محمد رحمۃ اللہ علیہما
 سیاہ کپڑا پہنا جائز کہا ہے اس واسطے کہ انکے زمانہ مین

سفید لباس کی فضیلت

مختلف رنگوں کے کپڑوں کا بیان

يَلْبَسُونَ وَيَخْرُجُونَ بِهَا (وَفِي الْكِنَنِ) وَنَدَبَ
 لِبَسَ السَّوَادِ (وَفِي الشَّرْعَةِ) وَكَذَلِكَ لِبَسَ النَّبِيُّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَمَامَةً سَوْدَاءَ
 وَسَدَلَ ذِمَّتِهِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ تِسْرَ رِبْتِ سِتَارِ
 سَنَتِ اَنْتِ كَسْفِيْدَ بَاشَدِ بِي اَمِيْنِشِ رَنگِ بِيگِرِ
 وَدَسْتَارِ مَبَارَكِ اَنْخَرْتِ صَلَّيْ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلِيْهِ وَآلِهِ
 وَسَلَّمَ اَكْثَرُ اَوْقَاتِ سَفِيْدَ بُوْدُوْكَ هِيْ وَدَسْتَارِ سِيَاهِ وَحَيَا
 سَبْرِ بِيْجِيْ غَفْتِهْ اَنْدِ دُرُوْقَتِ جَنگِ غَرَابِ سِرْمَبَارَكِ
 صَلَّيْ اللّٰهُ عَلِيْهِ وَسَلَّمَ وَدَسْتَارِ سِيَاهِ بُوْدُوْ بِيْجِيْ غَفْتِهْ اَنْدِ
 كَرِ اَزْ سَبَبِ مِخْفَرِ بِيْجِيْ خُوْ رَنگِ وَدَسْتَارِ مَبَارَكِ سِيَاهِ
 تِيْرَ شَدِهْ بُوْدُوْ وَآلَا اَنْ وَدَسْتَارِ مَبَارَكِ سَفِيْدَ بُوْدُوْ فَا
 مَقْرَرِ اسْتِ كِهْ گَاهِ گَاهِ هِيْ وَدَسْتَارِ سِيَاهِ رَنگِ اَنْخَرْتِ
 صَلَّيْ اللّٰهُ عَلِيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَسْبَتِهْ اَنْدِ دَسْتَارِ خَانْگِي
 اَنْخَرْتِ صَلَّيْ اللّٰهُ عَلِيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَهْمَتِ گَزِ يَامِشْتِ گَزِ
 گَفْتِهْ اَنْدِ وَوَقْتِ نَازِ مِهْرِ بِيْخُوْ قَوْتِ دَوَا زَدِهْ گَزِ وَدُرُوْدِ مِيْنِ
 وَجِهِهْ چِهَارْدِهْ گَزِ وَوَقْتِ جَنگِ وَحَرْبِ پَانزْدِهْ گَزِ -
 وَعِلْمَا رِ مَتَاخَرِيْنِ بِيْخُوْ بَرْدِهْ اَنْدِ كِهْ سَلْطَانِ وَتَقَا صِلِي
 وَتَعْنِيْ وَتَقِيْعِهْ وَتَشَاخُخِ وَغَا زِيْ تَا سِيْ وَبِيْگِ گَزِ وَ
 بَر سَرِيْنْدِ جَابَزِ اسْتِ بَرَا سِيْ وَتَقَارُوْ تَكْمِيْنِ - وَدَسْتَارِ
 لَسْبَتِ سَنَتِ اَنْتِ كِهْ دَسْتَارِ دَمَا زِ بَاشَدِ نِهْ
 عَرِيْضِ وَعَرِيْضِ وَدَسْتَارِ نِيْمِ گَزِ بَاشَدِ يَا كَسْرِيْ
 كَمِ وَزِ يَادِهْ دَرِيْنِ مَقْصُوْرِ نِيْسَتِ - وَامْثَلِ دَمَا زِ
 اَنْ سَهْمَتِ گَزِ بَاشَدِ وَگَزِيْ سَبْتِ وَچِهَارْ ۲

سنہ
 ی کا سرا جو با ندر
 وقت بیخ
 اویختہ میں نسا
 بکتے ہیں "

سنت کے طریق پر گڑی باندھنے کا بیان

لوگ پہنتے تھے اور اُس پر فخر کرتے تھے۔ اور گز میں لکھا
 ہے کہ سیاہ گڑی پہنتے مستحب ہیں۔ اور شرعۃ الاسلام
 میں لکھا ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عمامہ باندھا
 اور شلہ و دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑا اتہنی
 پس گڑی باندھنے میں سنت یہ ہے کہ سفید رنگ
 ہو دوسرا رنگ اُس میں مخلوط نہ ہو۔ اور آنحضرت (صلی
 علیہ وسلم) کی گڑی غالباً اوقات سفید ہوتی تھی
 اور کبھی سیاہ اور بعض اوقات سبز بھی اور بعضوں
 نے کہا ہے کہ لڑائی (جہاد) کے وقت آپ کے سر مبارک
 پر سیاہ گڑی تھی مگر بعضوں نے اسکی یہ وجہ بیان
 کی ہے کہ خود کے رنگ کے سبب آپ کی دستار سیاہ
 ہو گئی تھی ورنہ اُس کا رنگ تو سفید تھا غرض کہ ضرور
 ہے کہ جناب نے کبھی کبھی سیاہ دستار بھی باندھی ہے
 اور آپ کی خانگی دستار سات یا آٹھ گز کی جان کی گئی
 ہے اور پانچون نماز کے وقت کی گڑی بارہ گز کی
 اور عیدین اور جمعہ کی چودہ گز کی اور جنگ کے وقت
 پندرہ گز کی۔ علماء و متاخرین نے تجویز کیا ہے کہ سلطان
 اور قاضی اور مفتی اور قتیہ اور شلخ اور غازی اگر اکثر
 گز کی گڑی دھار اور تکمین کے لئے سر پر رکھیں تو جائز
 ہے اور گڑی باندھنے میں یہ سنت ہے کہ دستار
 لنبی ہو چوڑے عرض کی نہو آدھ گز کا عرض ہونا چاہیے
 اگر اس سے قدرے کم و بیش ہو تو بھی کچھ حرج نہیں ہے
 اور کم سے کم دستار کا طول سات گز کا ہو اور ہر گز چوبیس

انگشت کہ شش قبضہ باشد و سنت است کہ دستا
 با طہارت بند و دو روے جانب قبلہ کند و استیادہ
 بند و ہر گاہ کشاید کور کور و عقد عقد کشاید و بیک
 دفع کشاید چنانچہ سچ بر سچ دادہ است باز ہاں طریق
 کشاید و بعد از بستن در آئینہ یا آب و مانند آن دیدہ
 راست کند و با فش بند یعنی باشملہ و در شملہ خلاف
 است اکثر و اغلب اوقات پس پشت آنحضرت
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شملہ بودے و اچاناً
 بر جانب راست و بر جانب چپ بدعت است
 کذا قیل۔ و اقل مقدار شملہ چہار انگشت است
 و اکثر یک دست۔ و تطویل متجاوز از ظہر بدعت
 است۔ و تخصیص ارسال شملہ بوقت نماز نیز
 موافق سنت نیست و ارسال شملہ مستحب و از
 سنن زوائد است و بر ترک آن اعلیٰ و اساک
 نیست اگرچہ در فصل آن ثوابی و
 فضیلتی باشد۔

فی الروضۃ از سالخ نَبَا الْعَامَّةِ بَيْنَ الْكُفَّينِ
 مَذْذُوبٌ و فرو گداشتن شملہ پس پشت
 مستحب است و سنت مؤکدہ نیست
 و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
 گاہ شملہ عامہ مے گذاشتہ اند و گاہی نہ و
 فقہارا بار سال شملہ بر این قیاسی بسیار است
 و ارسال آنرا سنت مؤکدہ دانند۔ و بعضی

انگل کا جسکی چھ پٹھیاں ہوتی ہیں ہوا و سنت ہے کہ
 دستا طہارت کی حالت میں قبلہ کی طرف مونہہ کر کے
 اور کھڑے ہو کر بازو عین او و جب کھولیں تو حسب طرح
 بازو بھی ہے سچ سچ کر کے کھولیں و دفعۃً نہ کھولیں اور
 جسوقت بازو کھلیں تو آئینہ یا پانی یا شلہ لٹکے اور
 کسی چیز میں دیکھ کر دستا رسید ہی کر لیں اور دستا
 شملہ دار بازو عین او شملہ لٹکانے کی جانب میں خلاف
 ہے اکثر و اغلب اوقات شملہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ
 وسلم) کا پشت کی طرف اور کبھی دائیں طرف رہتا تھا
 بائیں طرف رکھنا بدعت ہے اس طرح بیان کیا گیا ہے
 اور اولیٰ مقدار شملہ کی چار انگلیں اور زیادہ ایک ہاتھ ہے
 اور اس قدر لٹکانا کہ پشت سے بھی گزر جائے یہ بدعت
 ہے۔ اور شملہ لٹکانے کے لئے نماز ہی کے وقت کی
 خصوصیت کر لینی کچھ سنت کے موافق نہیں ہے۔ اور
 شملہ کا لٹکانا مستحب اور سنن زوائد سے ہے کہ اس کے
 ترک کرنے پر کوئی قباحۃ یا گناہ نہیں ہے گوا کے
 عمل میں لانے میں ثواب اور باعث شرف ہے
 اور روضہ میں لکھا ہے کہ عامہ کا شملہ دونوں مونڈھوں
 کے قریب لٹکانا مندوب اور پس پشت مستحب ہے سنت
 مؤکدہ نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی
 عامہ کا شملہ لٹکاتے تھے اور کبھی نہیں بھی۔ اور فقہا
 کو شملہ لٹکانے کے اندر قیاسی دلائل بہت ہیں اور
 اس کے لٹکانے کو سنت مؤکدہ جانتے ہیں اور بعضی

حضرت محمد بن عبد اللہ نے بھی نہیں

شملہ را جانب چپ لگا ہمارند و سند اس میں کر
و معتبر نیست۔ اگرچہ بعضے درین نوشتہ اند
و علمائے متاخرین سوائے نیجگانہ شملہ را ارسال
نہ دارند از برائے طعن و مسخر جمال زمانہ۔ و در
فتاویٰ حجتہ و جامع مے آرد کہ تَرْكُ الذَّنْبِ
ذَنْبٌ وَالرَّكْعَتَانِ مِنَ الذَّنْبِ اَفْضَلُ
مِنْ سَبْعَيْنِ رُكْعَةٍ بِغَيْرِ ذَنْبٍ وَالذَّنْبُ
سِتَّةُ اَنْوَاعٍ لِلْقَاضِي خَمْسٌ وَتَلَاوُنُ
اَصَابِعٍ وَالتَّخْطِيبُ اِحْدَى وَعِشْرُونَ
اَصَابِعٍ وَلِلْعَالِمِ سَبْعٌ وَعِشْرُونَ
اَصَابِعٍ وَلِلْمُتَعَلِّمِ عَشْرٌ اَصَابِعٌ وَلِلْمُتَلَوِّ
سَبْعٌ اَصَابِعٌ وَلِلْعَامِي اَرْبَعٌ اَصَابِعٌ
و دستارانشستہ نہ بندد و انار را ایستادہ نہ پوشد
چنانچہ در خبر است قَالَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ
وآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَمَّمَ قَاعِدًا أَوْ كَسَّرَ قَاعِدًا
قَاعِدًا ابْتَلَاهُ اللَّهُ بِبَلَاءٍ كَلَامِهِ وَآءِلَهُ
اگر معذور باشد یا زمن و بیمار باشد جائز و رواست
و در بعضے کتب معتبرہ نوشتہ اند شخصے کہ خود
اکثر اوقات لمباس سیاه و سبز مشہور بگردان
مکروہ و ممنوع است چنانچہ گفت ابن عمر رضی
رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ گفت رسول صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم مَنْ لَبَسَ ثَوْبَ شَهْدٍ فِي
فِي الدُّنْيَا ابْتَلَاهُ اللَّهُ تَعَالَى ثَوْبَ

علمائے متاخرین نماز چکانہ کے سوا شملہ نہیں لگاتے

بجری میکرانہ یا تھوے اور بار بار کھڑا ہو کر نہ بیٹھ

سبز و سیاہ لباس کے لینے بدین مشہور کہ ممنوع ہے

شملہ کو بائیں طرف لگاتے ہیں مگر اسکی سند کچھ قوی
اور معتبر نہیں ہے اگرچہ بعضوں نے اسہیں کچھ لکھا ہے
اور علماء متاخرین جہلا و زمانہ کے طعن اور مسخر کے
خوف سے نیجگانہ نماز کے سوا شملہ نہیں لگاتے۔
اور فتاویٰ حجتہ و جامع میں لکھا ہے کہ شملہ ترک
کردنیا گناہ ہے اور دو رکعتیں شملہ فارحامہ سے بہتر
اُن ستر رکعتوں سے بہتر اور افضل میں جو بغیر شملہ دارعما
کے پڑھی ہوں اور شملہ چھ قسم کا ہے قاضی کے واسطے
چینتیس انگل اور خطیب کے لئے کسب انگل۔ عالم کے لئے
ستائیس انگل اور طالب علم کے لئے دس انگل
اور صوفی کے لئے سات انگل اور عامی یعنی ان
پڑھ کے واسطے چار انگل انتہی اور دستار کو میچ کر
نہ باندھے اور انار کھڑے ہو کر نہ بیٹھے جیسا کہ حدیث
شریف میں آیا ہے جبکہ ترجمہ یہ ہے کہ فرمایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص عمامہ میچکر اور انار
کھڑے ہو کر بیٹھے اللہ تعالیٰ اُسکو ایسی بلا میں مبتلا
کرے کہ جبکہ کوئی علاج نہیں مگر جو معذور یا بوڑھا یا
بیمار ہو تو روا ہو۔ اور بعضی معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ
جو شخص اپنے آپکو سیاہ اوقات سیاہ و سبز لباس کے ساتھ
مشہور کرے تو مکروہ اور ممنوع ہے جیسا کہ ابن عمر
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا جو کوئی دنیا میں شہرت کے لئے
کپڑا پہنے تو اللہ تعالیٰ اُسکو قیامت کے دن

مَذْلُومَةٍ مَّا يَفْتُمِرُ فَاحْيَا أَوْ كُنْتَ تَفْتُمِرُ
 و بہترین لباس سفید است و بدستار سیاہ و بند و
 پانجامہ و پیراہن و رداء سیاہ و سبز بخاندان ملوک نرود
 کہ ممنوع است و کلاه برد و نوح است یکے لاطیہ
 دویم ناشرہ لاطیہ آزا گویند کہ سبب متصل باشد و
 آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بر سر مبارک
 نہادہ و ناشرہ آنست کہ متصل سبب نباشد بلکہ
 افراشتہ باشد و آن طاقیہ سیاہ است و رسول
 خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کمتر بر سر مبارک نہاد
 و بعضے مشاخی بر سر نہند جائز است و کلاه
 آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گرد بود و گنبدی
 چنانچہ علما و شرفا بآن دستور می بندند و آنحضرت صلی
 اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اکثر قمیص پوشیدہ اند
 و حله عبارت است از دو جامہ یعنی دو توچہ بزرگان
 خطوط سرخ کہ در آن بود و مراد بجز آن نیست کہ
 سرخ خالص باشد چه سرخ خالص منہی عنہ است
 بسوختن فرمود و فرمودہ است إِنَّ هَذَا لِبَاسُ
 الْكَفْرِ فَلَا تَلْبَسُوهُ و ابن عباس رضی اللہ عنہما
 گفت پیغامبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کہ
 بہترین حلہ پوشیدہ و فرمودہ اگر جامہ تمہل و زیبا
 پوشد برائے اظهار نعمت حق متشاب است و
 اگر برائے تکبر و افتخار پوشد معاقب است و فی
 الخلاصۃ لَا بَأْسَ بِلِبَاسِ الشَّيَاطِ الْجَمِيلَةِ

ذلت کا کثیر پہنا سیکھا اور جو کبھی اتفاقاً پیمن لموے توجہ
 نہیں اور بہترین لباسون میں سفید لباس ہے اور سیاہ و سبز
 یا سبز یا جامہ اور سیاہ یا سبز کرتا اور چادر و پیکر یا شاہو کے
 تاجا کہ منع ہے اور ٹوپی دو قسم کی ہوتی ہے اول لاطیہ و
 ناشرہ۔ لاطیہ وہ کہ سر سے پیوستہ ہو ایسی ٹوپی آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر مبارک پر رکھی ہے اور
 ناشرہ وہ کہ سر سے پیوستہ نہ ہو بلکہ اونچی ہو اور وہ
 سیاہ طاقیہ ٹوپی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم نے ایسی ٹوپی بہت کم اور بھی ہے مگر جو
 بعضے مشاخی سر پر رکھ لیتے ہیں جائز ہے اور آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ مبارک گول اور گنبدی
 تھا جیسا کہ علما اور شرفا کسی دستور کے موافق باندھتے
 ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر کرتا پہنا
 اور کبھی حلہ عمار۔ اور حلہ دہرے کپڑے کو کہتے ہیں اور
 عمار سے مراد یہ کہ سرخ تحریر میں آئین تھیں نہ یہ کہ وہ
 حلہ بالکل سرخ تھا کیونکہ خالص سرخ ممنوع ہے اور
 اپنے آپ کپڑے کو جلادینے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ
 کفر کا لباس ہے اسکو مت پہن اور ابن عباس رضی اللہ عنہما
 کہا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت عمدہ حلہ پہنا
 ہے اور فرمایا ہے کہ اگر زیب و زینت کا کثیر انعت
 حق کے اظہار کی غرض سے پہنے تو ثواب پائے اور جو
 تکبر اور اترانے کی غرض سے پہنے تو گناہگار ہے اور خلاصہ
 میں لکھا ہے اچھے کپڑے پہنے کا مضائقہ نہیں

دوسری قسموں کا بیان

کلامی کیفیت حضرت کے عمامہ کی کیفیت

صلی اللہ علیہ وسلم

بخش اول شریفی لباس ثواب

اور ثواب کے لئے

اِذَا كَانَ لَا يَتَكَبَّرُ فِي مَجْمُوعِ النُّوَازِلِ حَرَجَ
 رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 ذَاتَ يَوْمٍ وَعَلَيْهِ رِدَاءٌ قِيَمَتُهُ اَلْفُ دِرْهَمٍ
 وَزَنَّاوُ قَامَ اِلَى الصَّلَاةِ وَعَلَيْهِ رِدَاءٌ
 قِيَمَتُهُ اَرْبَعَاثَةُ دِرْهَمٍ وَاَبُو حَنِيفَةَ كَاَدَ
 يَتَدَايِ بِرِدَاءِ قِيَمَتُهُ اَرْبَعَاثَةُ دِينَارٍ
 وَكَانَ يَقُوْلُ لِنَتْلَا مِيْدَانَهُ اِذَا رَحَعْتُمْ
 اِلَى اَوْطَانِكُمْ عَلَيْكُمْ بِالشِّيَابِ الثَّقِيَّةِ
 وَاَخْفَرَتْ صَلَواتُ اللهِ عَلَيْهِ وَسَلَمَ جَامَهُ وَمِنْهُرَ جَامِهِ
 سِيَاهٌ وَبُوسْتِيْنٌ كَمَا طَرَفَ اَنْ بُسْنَدَسَ دُوشَتِ
 بُوْدَنَ بُوْشِيْدَه اَنْدَ فِي الثَّقِيَّةِ لَفَّ الْعِمَامَةُ
 الطَّوْنِيَّةُ وَلُبْسُ الشِّيَابِ الْوَاسِعَةِ حَسَنٌ
 حَقُّ الْفُقَهَاءِ الَّذِيْنَ هُمْ اَعْلَامُ الْهُدَى
 دُوْنَ النِّسَاءِ نَا اَصْلَ دِرْ بُوْشِيْدَن جَامَهُ وَغَيْرُ
 اَنْتِ كَمَا اَزَوْجَهُ حَلَالٌ بَا شَدَّ اَزَوْجَهُ حَرَامٌ بَا شَدَّ
 كَمَا اَزَوْجَهُ وَنَفْلٌ قَبُوْلٌ نِيْسَتٌ وَافْضَلُ دِرْ جَامَهُ
 اَنْ تَلْبِسَ ثَوْبًا وَسَطًا لَا جَيِّدًا غَايَةً وَ
 لَا رَدِيَّ غَايَةً وَجَامَهُ كَمَا دِرْ خَلْقٌ مَتَعَارِفٌ هَسْتِ
 وَمَشْهُورٌ مَبْشَرٌ اَزْ دُوْ مَرْتَبَةِ اَخْفَرَتْ صَلَواتُ اللهِ تَعَالَى
 عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَمَ بُوْشِيْدَه اَنْدَ كِيْمَرْتَبَةِ بَخَاشِيْ يَعْنِي بَا دُوْ
 جَشْ بِطَرِيقِ مَرِيَّةِ بِيْجَابِ عَالِي اَرْسَالِ دُشْتِ
 بُوْدَ اَنْزَا بُوْشِيْدَه بِجَفَرِ طِيَارِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ
 بَخْشِيْدَن دُوْ مَرْتَبَةِ ثَانِي اَزْ تَخَفٌ وَهَدَا يَامِيْنِ اَمْدَه بُوْ

بیشی لباس پہنے اور بزرگوں کی بھی پیاسا

کیر حلال مرد پہنا چاہئے حرام نہ کر صدارت قبول نہیں

معروف و مشہور جامہ کا بیان

در حالیکہ وہ تکبر نہ کرے۔ اور مجموع النوازل میں لکھا ہے
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن ایک
 قیمتی چادر جسکی قیمت ہزار دہم کی تھی اوڑھے ہوئے
 باہر تشریف لائے اور ایک مرتبہ اپنے چار سو دہم کی
 قیمتی چادر اوڑھ کر نماز پڑھی تھی اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ
 چار سو دہم کی قیمت کی چادر اوڑھا کرتے اور اپنے
 شاگردوں سے فرمایا کرتے تھے کہ جب تم اپنے وطنوں
 کو جاؤ تو پاکیزہ لباس پہنا اختیار کرنا اور آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے حاشیہ دار کپڑا اور نیز سیاہ کپڑا
 اور ایسا پوستین جسکے کناروں پر سندس یعنی ریشمی
 کپڑا لٹکا ہوا تھا پہنا ہے۔ اور قنیہ میں لکھا ہے کہ بڑا
 عمامہ باندھنا اور بڑے کپڑوں کا پہنا بہتر ہے انہی
 فقہا کا ہے جو ہدایت کے نشان میں نہ کہ عورتوں
 کا حق ہے۔ مگر اہل بات کپڑے وغیرہ کے پہننے میں
 یہ ہے کہ کپڑا حلال وجہ سے ہو نہ حرام وجہ کیونکہ فرض
 اور نفل نماز حرام کپڑے سے قبول نہیں ہوتی اور افضل
 لباس وہ ہے جو اوسط درجہ کا ہو نہ بہت بڑھکا ہو
 اور نہ بہت گھٹکا اور نہ کپڑا جو خلق میں نہ لفظ سے مشہور
 اور معروف ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ
 سے زیادہ نہیں پہنا ایک دفعہ تو جو تختہ بختی
 بادشاہ حبشہ نے آپکی خدمت میں بھیجا تھا اپنے بہنیکر
 جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا تھا اور دوسری
 دفعہ وہ تختے اور جہیز جو عین سے آئے تھے انہیں

آپ شیدہ بدیعہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ داندہ حبیب
یعنی گریبان جامہ از جانب بغل چپ و دوشہ بودند
علاقہ بستن آن بغل راست بود چنانچہ درین زمانہ
معمول و مشہور است و در روضۃ المعانی و زاد المعاد
کہ تصنیف صحیح امام نووی است نیز یہیں دستور
است کہ روئے گریبان جامہ طرف راست بود و در
روضہ است کہ در زمان سابق چون غازیان بحرب
کافران میرفتند و فرصت وقت از دست غنیمت
نمی یافتند و از نان و تمر و غیرہ ماکولات را در جیب و
گریبان نگاہداشتند و در راہ میرفتند و بجام اسپ را
گرفتہ لقمہ لقمہ نان را و بگالن یگان خوار از دست
راست برآوردہ میخوردند و در زمان عمر بن عبدالعزیز
و بنی عباس یہیں دستور گریبان جامہ بود و آنہا
کہ بدعت جدید میگویند از راہ نافرمانی گسست و در بخارا
ارباب فضل و علم اجزاء کتب و نسخ بحیب و گریبان
نگاہ میداشتند و در راہ از بغل و جیب برآوردہ مطالعہ
کردہ براہ میرفتند و در مجالس بادشاہان و علمادین
و صلحا و اہل یقین بعد از فراغ اہل قیما و تبرکاز او در
گریبان و بغل نگاہ میداشتند تا ہر خاص و عام کہ
بخانہ خود رود از ان تبرک فائز گرداند و مال و نقد را
در جیب و گریبان نگاہ میدادند انہمہ استعمالات
راست بروئے گریبان راست می شود و اگر روئے
جامہ بدست چپ باشد استعمال از دست راست

پہنکر و حید کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مرحمت فرمایا ہے
اور جامہ کا گریبان بائیں بغل کی طرف سی کر
منہ گریبان کا دائیں بغل کی طرف رکھا تھا اور اس
جانب اس کے بند کر نیکا علاقہ یعنی بند یا گھنڈی تکمہ وغیرہ تھا
جیسا کہ اب معمول ہے اور روضۃ المعانی اور زاد المعاد میں
جو تصنیف صحیح امام نووی کی ہے لکھا ہے کہ جامہ گریبان
دائیں طرف تھا اور روضہ میں ہے کہ اگلے زمانہ میں جیب
غازی کھارے لٹنے جاتے اور فرصت غنیمت کے ہمارے
سے نہاتے تو روٹی اور کھجور وغیرہ کھانے کی چیزیں جیب
اور گریبان میں بھر لیتے اور رستہ چلتے ہوئے گھوڑے
کی لگام ہاتھ میں تمام کر ایک ایک روٹی کا نوالہ اور
ایک ایک کھجور دائیں ہاتھ نکال نکال کر کھاتے تھے اور
عمر بن عبدالعزیز اور بنی عباس کے زمانہ میں بھی اسی عادت
گریبان تھے اور جو لوگ نئی بدعت اسکو بتاتے ہیں اعلیٰ
کی وجہ سے اور بخارا میں اہل علم و فضل کتاب کے خزا و جلدین
جیب و گریبان میں رکھ لیتے اور راہ میں نکال کر مطالعہ
کرتے ہوئے رستہ چلتے تھے۔ اور بادشاہوں اور علمادین
اور صلحا و اہل یقین کی مجلسوں میں کھانے سے فراغ
ہو کر قدمے کھانا تبرک گریبان اور بغل میں رکھ لیتے تاکہ
ہر خاص عام اپنے گھر پہنچ کر لوگوں کو تبرک پہنچا اور روٹی اور نقد
بھی جیب اور گریبان میں رکھتے تھے یہ تمام برتاوا
سیدھے گریبان کی طرف سے ٹھیک ہوتا ہے اور
جو جامہ کے گریبان کا مونہہ بائیں طرف ہو تو دائیں

جامہ گریبان کی جیب

میرود و حج بسیار میشد و منہی است بدست چپ
روے گریان کردن که طریق مجوس و آتش پرستان
است و بادشاه و قاضی باید که از طریق که روے
گریان جانب چپ باشد منع کنند و زجر فرمایند
در زمان عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ شخصی
برائے گواہی در محکمہ آمدہ کہ روے گریان او طاقہ
بستنی او جانب چپ بود قاضی رد شہادت او
فرمود و در مکتوب نو و حکیم شیخ شرف الدین محیی منیری
قدس سرہ کہ عمدہ علماء و مشائخ وقت بود و نیز نوشتہ
کہ جبیب جامد و ختن از جانب چپ بجانب راست
سنت است و برائے آنست کہ دست آسان و
فرو توان کرد و در قرآن مجید در حق موسی صلوٰۃ اللہ
علی نبینا و علیہ السلام آمدہ است **وَ اَدْخِلْ يَدَكَ**
فِي جَيْبِكَ تَخَرُّجَ بَيْضَاءَ وَ مَرَّهً جَانِبِ اَهْلٍ
اسلام دوزند با جبیب دوزند کہ در روے فوائد بسیار
است تا بوقت حاجت شانہ یا چیزے دیگر
در روے نہند و بدست راست برآند و در عرب
کہ استعمال قصبہ بحبیب واقع است عمل بر دست
راست است و در جامہ و پیراہن وجبہ پوشیدن
سنت آنست کہ اول دست راست درآرد و
باز دست چپ کند و در دار و چادر و گلیم را از دست
راست بدست چپ اندازد چنانچہ معمول است
لغافہ مردہ را نیز ہمین ستور کند زیرا کہ لغافہ مردہ

چادر و جامہ سے طریق

برآواید و ہاتھ سے نہوسکتا اور براجح ہونا اور بائیں
طرف گریان کا منہ رکھنا منہی منہ ہے اسلئے کہ طریقہ
مجوس اور آتش پرستوں کا ہے بادشاہ اور حاکم کو لازم ہے
کہ ایسے طریقہ سے (یعنی لوگوں کو بائیں طرف گریان پر
سے) روکیں اور دھمکائیں۔ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ
میں ایک شخص گواہی کے لئے محکمہ میں آیا کہ اسکا گریان او
علامہ شریعہ بائیں طرف تھا قاضی نے شہادت اسکی قبول
نہ کی اور شیخ شرف الدین محیی منیری جو مفتوح علماء و مشائخ
وقت سے تھے اپنے مکتوب نمبر ۹ میں فرماتے ہیں کہ جات
میں گریان کو بائیں طرف سے سی کر دائیں طرف منہ
رکھنا سنت ہے اسلئے کہ آئین آسانی سے ہاتھ جاسکتا ہے
جبکہ قرآن مجید کے اندر موسیٰ (صلوٰۃ اللہ علی نبینا و علیہ
السلام) کے حق میں آیا ہے کہ اپنا ہاتھ گریان میں
ڈال کہ **نُفِّلَ آدِیْکَا وَ هِیَ سَفِیْہٌ مَّوْکَرٌ** جو لوگ مسلمانوں کا
جامہ سئین توجیب رشتیں کیونکہ آئین فائدے بہت
ہیں کہ ضرورت کے موقع پر گنگھی یا کوئی اور شے آئین رکھ کر
دائیں ہاتھ سے نکال لیں۔ اور عرب میں جو جبیب
کے کپڑے لگانیکا دستور ہے تو دائیں ہاتھ کے رخ پر
ہے اور جامہ اور جفہ اور کرتا پہننے میں سنت یوں ہے
کہ پہلے سیدھا ہاتھ آئین میں ڈالیں پھر بائیں ہاتھ
اور دھراور چادر اور کبلی سیدھے ہاتھ سے بائیں کندھے
پر ڈالیں جیسا کہ معمول ہو رہا ہے اور مردہ کا لغافہ بھی
اسی طور سے کرنا چاہئے اسلئے کہ مردہ کا لغافہ

حکم چادر و دامن زنده دارد و این دستور در کتب فقہ
مستور است و آنہا کہ جامہ را بقیاس پوشیدن
رداء و چادر عمل میکنند خلاف شارع و بدعت
را رواج میدهند ازین طریقہ اجتناب کنند تا
مثاب شوند بمواقب مکرر مذکور و در پیراہن وجہ
و خرقہ آستین فراخ کردن سنت صحابہ رضی اللہ عنہم
تعالی عنہم و مشائخ ما تقدم است رحمۃ اللہ علیہم
برائے آنکہ تا وقت وضو ساق و کار کردن آسان
باز تواند چید و اگر خواہند سجادہ یا چیزے دیگر
نہند در آستین تواند نہاد و فراویز بر سر
آستین و پائے دامن جامہ دوختن سنت است
و صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالی عنہم کہ پیراہن
وجہ را فراخ کردہ اند از برائے آنکہ وجود شریف
اتہاد در ریاضت و مشقت و صیام و قیام خیلے
لاغر و تنگ شدہ بود برائے ہیبت و شہامت
مے پوشیدند تا در چشم دشمنان و کافران حقیر
نیایند و ہر چہ ایشان کردہ اند از راه نفس نکو
بلکہ برائے ترویج و استقامت بود و قبا جامہ
را گویند کہ گریان دار باشد و آن متعارف است
در عرب و عجم و استعمال و پوشیدن آن در عجم
بسیار است و رسول خدا صلی اللہ علیہ پوشیدہ
در وسے گریانش و علائقہ بسترش آن بر جانب
راست بود و جبہ رومیہ کہ آستین آن تنگ بود

زندہ کی چادر و دامن ہر کا حکم رکھا ہے اور یہ طریقہ فقہ
کتا بون میں لکھا ہے اور جو لوگ جابہ کے پہنے میں قیاس
رہا اور چادر کے عمل کرتے ہیں خلاف شارع کو اور بدعت
کو رواج دیتے ہیں اس طریقہ سے پرہیز کریں تاکہ
ثواب پائیں اور عذاب سے بچیں اور پیراہن اور جبہ اور
خرقہ میں آستین چوڑی لگانی صحابہ رضی اللہ عنہم اور
اور اگلے مشائخ رحمۃ اللہ علیہم کی سنت ہے اسلئے
کہ وضو کرتے اور کام کرتے وقت آسانی سے چڑھا
کر لپیٹ لیں اور جو چاہیں تو مصلایا اور کوئی چیز اپنے
بین رکھ سکیں اور سجاوٹ آستین اور دامنوں کے
اوپر لگانی سنت ہے۔ اور جو صحابہ اور تابعین رضی
اللہ تعالی عنہم نے پیراہن اور جبے کشادہ بنانے
اختیار کئے تھے تو اسکی وجہ یہ تھی کہ انکے مبارک جسم
کثرت ریاضت اور مشقت اور صوم و صلوٰۃ سے بہت
لاغر اور ضعیف ہو گئے تھے ہیبت اور مدبہ کے غرض
فراخ کپڑے پہنتے تاکہ دشمنوں اور کافروں کی نظروں
میں حقیر نہ معلوم ہوں اور جو کچھ انہوں نے کیا ہے
نفس پروری سے نہیں کیا بلکہ دین کے رواج دینے
اور قائم کرنے کے لئے کیا ہے اور قبادہ جامہ جو گریان
اور عرب و عجم میں معروف ہے اور اسکا استعمال عجم میں
بہت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو
پہنا ہے اور اسکے گریان کا منہ اور بند کا علاؤ امین طرف
تھا۔ اور رومیہ جبہ کہ جسکی آستین تنگ تھی

چوڑی آستین صحابہ اور اگلے مشائخ کی سنت ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوشیدہ اند و
ہنگام وضو دست مبارک از آستین برآوردند
یعنی آن جیب آنچنان تنگ بود بے آنکہ دست
از آستین برآورد شستن آن میسر نبود و
تحقیق شدہ کہ آنرا در سفر پوشیدہ اند و بر آن تھانہ
است کہ گاہے جیبہ و قبائیکہ دار پوشیدہ و قبا
را گاہے تگہ دار میدوزید چنانچہ تگہ دار کہ درین
دیار معروفست و مشہور بقادری است و ثابت
شدہ کہ جیب قمیص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بر سینہ مبارک بود چنانچہ احادیث بسیار بر آن
دلالت دارد و علماء حدیث تحقیق آن نموده اند
و عرف تمام دیار عرب خلفا عن سلف از ابتداء
تا اقصای مغرب بر آن شدہ و بعضے از مردم کہ
نزد ایشان علم بسنت نیست گمان برودہ اند
کہ گذاشتن جیب قمیص بر سینہ بدعت است
و چون در بعضے از دیار عجم جیب بر سینہ عادت
نساؤ شدہ بعضے از فقہاء بکراہت آن حکم کردہ
از حیث تشبیہ بنسأ و شک نیست کہ آن عادت
حادث است و تحقیق آنست کہ جیب پر این بود کہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بر سینہ بود و فقہاء کہ بر تقنین
شق جیب مقرر کردہ اند بر عکس جیب آنحضرت
است صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم این مقدمہ
را در ترجمہ فارسی مشکوٰۃ المصابیح و در شرح عربی

کہ کہ گریبان کی تحقیق و حضرت کے کرتے کا گریبان سینہ پر تھا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنا ہے اور وضو
کے وقت دست مبارک آستین سے نکال لیا ہے کیونکہ
وہ جبہ ایسا تنگ تھا کہ ممکن نہ تھا کہ ہاتھ بغیر نکالنے
کے دھولیں اور یہ امر تحقیق ہوا ہے کہ آپ نے ایسا جبہ
سفر میں پہنا ہے۔ اور اس بات پر اتفاق ہے کہ
آپ نے کبھی جبہ اور قبا تگہ دار پہنی ہے اور قبا کبھی تگہ دار
سلواتے تھے جبکہ جامہ تگہ دار اس ملک میں
معروف ہے اور قادری کے نام سے مشہور ہے اور
یہ بات بھی ثابت ہوئی ہے کہ گریبان آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے قمیص کا سینہ مبارک کے اوپر
تھا جیسا کہ بہت سی حدیثیں اسپر شاہ مین اور علماء
حدیث نے اسکی تحقیق کی ہے اور تمام ملک عرب کا شرف
سے مغرب تک سلف سے تا خلف اسی پر دستور ہوا ہے
اگر بعضے لوگوں نے چنانکہ سنت کا علم نہیں گمان کیا
ہے کہ قمیص کا گریبان سینہ پر کھنا بدعت ہے۔
اور چونکہ عجم کے بعضے ملکوں میں عورتوں کا دستور گویا
ہے کہ گریبان سینہ پر رکھتی ہیں تو تشبیہ کی حیثیت
بعض فقہانے اسکی کراہت کا حکم دیا ہے اور بیشک
یہ عادت اہل حادثہ ہے اور یہ بات تحقیق ہے کہ گریبان
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سینہ پر تھا اور جو فقہانے دوغ
مونہ دون کی طرف گریبان مقرر کیا ہے یہ گریبان آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے گریبان سے برعکس ہے اور اس معاملہ
کو مشکوٰۃ المصابیح کے فارسی ترجمہ اور عربی شرح میں

واضح تر نوشتہ ام و اگر اچھا نام بشق جیب کتقین پیر
 آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پوشید باشند سندان بہ
 فقہا رسیدہ باشند فاما سند قوی مطابق طیار حدیث جاکہ
 نیست۔ و خرقد فرجی بیا چھلا و مشائخ و صلحا پوشیدہ
 اند اگرچہ سند قوی و درین باب نیست و در زمان
 آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم این لباس
 بنود و اگر کسی پوشید مباح است و لا باس و سگوتہ
 واضح فرجی فرعون است و در کتب معتبرہ و نشدہ
 ثابت نگشتہ باید کہ ہنگام نماز استین آن در دست
 کند و فرو نگذارد کہ مکروہ است و از آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم از بالا زنا ف مبارک تافور
 کعبین مبارک بودہ و این قدر سنت است
 و از ناف تا زانو ستر فرض است و بعضی ناف
 را در عورت نہ گرفتہ اند چہ کہ ناف حسین آنحضرت
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پوشیدہ اند و ہمہ برین
 قیاس سراویل کہ در عجم متعارف است و از
 شلوار گویند بمقدار از آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم باز باشد و اگر زیر شتالنگ دو با سہ
 چین واقع شوند بدعت است و گناہ و در حدیث
 آمدہ کہ گفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا
 یَنْظُرُ اللَّهُ بِعَيْنِهِ إِلَى مَنْ جَرَّ لَازَارَةً
 بَطْنًا یعنی نظر نکند خدا تعالیٰ در روز قیامت
 سوئے کسیکہ بکشد از خود را و دوازسانہ بطریق کبیر

مین نے مشرح لکھا ہے اور اگر کبھی شاید آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے کبہ حونکے گریبان کا کرنا پہنا ہو تو اسکی
 سند فقہا کو پہنچی ہوگی مگر قوی سند حسب شرائط علماء
 نہیں ہے اور خرقد فرجی دریا چھلا اور مشائخ اور صلحا نے
 پہنا ہے گو کوئی قوی سند اس باب میں موجود نہیں ہے
 اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ لباس نہیں
 تھا اور اگر کوئی پیرن لبوسے تو مباح ہے اور کچھ حرج نہیں
 اور کہتے ہیں کہ فرجی کا نکالنے والا فرعون ہے مگر یہ
 کسی معتبر کتاب میں دیکھی نہیں گئی اور نہ ثابت ہوئی مگر
 چلے گئے کہ نازکے وقت اسکی استین پہننے کی نیکوئی کہ مکروہ ہے
 آنحضرت مسلم کی زار یعنی تہ بند ناف کے اوپر سے ٹخنوں
 کے اوپر رہتا تھا اور اسقدر سنت ہے اور ناف سے
 زانو تک ڈھانکنا فرض ہے اور بعضوں نے ناف کو
 عورتیں و عفتا شیدی میں شامی کی لکڑی کہ عورتیں میں کی ہنک
 ڈھانکا نہیں اور اسی پر قیاس ہے پانجامہ کا جو
 عجم میں مشہور ہے جسکو شلوار کہتے ہیں وہ بمقدار انار
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اونچا ہوا و جو ٹخنوں
 سے نیچا ہوا ٹخنوں کے نیچے دو تین چوڑیاں پڑیں بہ
 بدعت اور گناہ ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے
 دن اس شخص کی طرف نظر رحمت سے نہیں
 دیکھیگا کہ جس شخص نے اپنی زار کو ازاد کبیر

نہی کا نکلنے والا زور ہے۔ نہ اس درجی اور باقیہ کا بیان
 حضرت سید کا ذکر

اسراف و طغیان نہمت و ازین قید معلوم شد کہ اگر
کمبر نباشد بجهت عذر سے باشد مثل مرض و برد
مکروہ نبود و نزدیک فقہا ازار کہ فرو تر باشد از شانک
حرام است و بدعت محض چنانچہ فرمود رسول صلی
اللہ علیہ وسلم مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خِطْلًا لَمْ يَنْظُرْ
اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَا اسْفَلَ مِنَ الْكُفَّاءِ مِنَ الْأَزَارِ
فِي لَنَارِ آتِينَ بِرَأْسِهِ وَجَامَهُ وَجَبَ أَخْفَرْتُ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ گاہے تا بندہ پنجہ دست مبارک
بود و گاہے تا سر انگشتان مبارک موافق ایام حرارت
و برد و ت مقرر شدہ و گاہے بے این دو شق نیز
بودہ و جامہ و قبا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
بے بند ہا زیادہ بود یعنی بغیر از بند ہا بستن زیادتی
نبودہ و علماء متاخرین درین باب الالباس گفتہ اند
و لباس البرشمی پوشیدن حرام است مرد و زن و اجنب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمودہ است
مَنْ لَبَسَ الْخَرِيرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي
الْآخِرَةِ و نہی کردہ است رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم از پوشیدن حریر گر تا چهار انگشت چنانچہ منع
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ لَبَسِ الْخَرِيرِ لَا
مَوَاضِعَ اِضْبَعَيْنِ اَوْ ثَلَاثِ اَوْ اَرْبَعٍ وَعَنْ
عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اخَذَ خَرِيرًا وَجَعَلَهُ

حضرت امین صلی اللہ علیہ وسلم

از لباس

مفضل خرچی اور کفران نعمت لکھا یا اور اس قید سے معلوم
ہو گیا کہ جو کپڑا تکبر کی راہ سے بچا ہو بلکہ مرض یا برسی وغیرہ
کے عذر سے بچا ہو تو مکروہ نہیں اور فقہاء کے نزدیک جو
ازار ٹخنوں کے نیچے ہو وہ بدعت اور حرام ہے جیسا کہ رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ازار نے کی نظر سے ازار نیچے
لکھا اللہ تعالیٰ اس پر قیامت کو رحمت کی نظر نہیں کرے لکھا
اور اپنے فرمایا کہ جتنی ازار ٹخنوں کے نیچے ہو ہر قدر آگ
میں ہے اور آپ کے پیراہن اور جامہ اور قبائلی آئین
کبھی پنجہ کے گٹے تک اور کبھی انگلیوں کے سر تک
تک حسب موسم سردی اور گرمی کے ہوتی تھی اور
کبھی بغیر ان دونوں صورتوں کے بھی ہوتی ہے
اور جامہ اور قبا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بغیر
فالتونبندوں کے تھی یعنی باندھنے کے بندوں کو سواریت
فالتونبند اس میں نہ تھے مگر علماء متاخرین نے ان باب میں
کہا ہر کچھ مضائقہ نہیں ہے اور مرد و زن کو ریشمی لباس
پہنا حرام ہے جیسا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
فرمایا ہے کہ جس شخص نے دنیا میں ریشم پہن لیا وہ آخرت میں
ریشم نہیں پہنیکا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سواے چار انگل
کے ریشم پہنے سے منع فرمایا ہے جیسا کہ آیا ہے کہ
منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم پہنے
سے سوا سے دو یا تین یا چار انگل کے اور حضرت علی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایک ریشمی کپڑا لیا اور اسکو اپنے

فِي يَمِينِهِمْ وَأَخَذَ ذَهَبًا فَجَعَلَهُ فِي شِمَالِهِ
 ثُمَّ قَالَ هَذَا إِنْ حَرَّمَ مَا نِ عَلَى ذِكْرِ
 أَصَاتِي وَبِاسِ حَرِيرٍ مَرْدَانِ وَصَبَانِ رَافُوشِي
 حَرَامٌ هَسْتِ مَرْدَانِ وَصَبَانِ يَنْبَغِي بَرَاةً وَخَرَانِ
 نَابَلِغِ رَوَاسْتِ وَآگَرِ بَرَاةً خَارِشِ وَحَرَبِ وَفَرِ
 سَوَدِ اِبُوشِدَرِ وَاسْتِ وَبَرَاةً دَفْعِ قَلِ لَعْنِي سِشِ
 اِبُوشِدِنِ حَرِيرِ اِلْبَاسِ هَسْتِ وَآگَرِ دَرِ مَحُونِ اِبْرِشِيمِ
 مَحْلُوطِ كَنْدِ وَبُخُورِ جَانِزِ هَسْتِ وَبِاسِ حَرِيرِ بَرِزِيرِ
 ابْنِ اِعْوَامِ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفِ رَضِيِّ اللّٰهِ تَعَالٰی
 عَنْهَا اَنْخَضَرْتِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ سَلَمٌ مَبَاحٌ كَرْدَانِیْدَه اَنْدِ
 كِه اِيشَانِ خَارِشِ بَدَنِ اَز سَبَبِ قَلِ بُو دِ اِیْسِ اَزِیْنِ
 مَفْهُومِ مِیگَرَدَدِ كِه لَبَسِ حَرِيرِ حَرَامٌ هَسْتِ اَلَا بَرَاةً
 حَاجَتِ وَ مَصْلَحَتِ وَ ابْنِ زَهْرَبِ شَافِعِی هَسْتِ رَحْمَتِ اللّٰهِ تَعَالٰی
 عَلَیْهِ وَ زَوْدِیكِ مَالِكِ رَحْمَتِ اللّٰهِ عَلَیْهِ جَانِزِ نِیْسْتِ وَ
 دَرِ بَایِ مِیگُویدِ اِلْبَاسِ هَسْتِ حَرِيرِ وَ دِیَا دَرِ حَرَبِ
 عِنْدِ هَا زِیَا كِه اَن دَافِعِ هَسْتِ مَرِخْتِ سَلَاحِ رَا وَ
 مَهِیْبِ تَرَا هَسْتِ دَرِ شِیْمِ عَدُو وَ زَدَا مَامِ اَعْظَمِ رَحْمَتِ
 اللّٰهِ عَلَیْهِ مَكْرُو هَسْتِ اَزِ حِجَتِ اِطْلَاقِ نِیْ وَ ضَرُورِ
 دَافِعِ اَوْ سَتِ صَاحِبِی رَحْمَتِ اللّٰهِ كُوینَدِ كِه حَرِيرِ
 خَالِصِ دَافِعِ تَرَا هَسْتِ وَ بِلَاسِ مَعْصُوفِ وَ مَرْعُوفِ
 حَرَامِ هَسْتِ مَرْدَانِ رَا وَ عَلِمَا رَا دَرِ بِلَاسِ مَعْصُوفِ اَخْتِلَافِ
 هَسْتِ بَعْضِ اَنَزَا حَرَامِ مَطْلُوقِ كَرْدَانِیْدَه اَنْدِ بَعْضِ
 كُوینَدِ كِه بَعْدِ اَزِ بَافْتَنِ زَنگِ كَرْدَه بَاشَدِ حَرَامِ هَسْتِ

دائمن ہاتھ میں رکھا اور سونا یا اسکو بائیں ہاتھ میں رکھا
 پھر فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں میری ہست کے مردون پر
 حرام ہیں۔ اور شیمی لباس مردون اور نابالغ لڑکوں
 کو حرام ہے مگر عورتوں اور نابالغ لڑکیوں کو درست ہے
 الا اگر مرد بھی خارش اور موقع جنگ اور سودا دور ہو سکے
 واسطے بہنیں تو روا ہے اور جوؤں کے دفع ہونیکے لڑ
 بھی پہنے کا مضائقہ نہیں اور جو معجون میں ابریشم لڑ
 تو اسکا کھانا بھی جائز ہے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم نے زیرین احوام اور عبد الرحمن بن عوف بنیر
 اللہ عنہا کو ریشم کا لباس پہنا اس سبب سے مباح کر دیا
 کہ انکو جوؤں اور خارش کا مارضہ تھا اس سے سمجھا گیا
 کہ ریشم کا پہنا سوائے کسی حاجت اور مصلحت کے حرام
 ہے اور یہی امام شافعی رحمہ کا مذہب ہے۔ اور امام مالک
 رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حاجت میں بھی جائز نہیں
 مگر مایہ میں لکھا ہے کہ ریشم اور دیار لڑائی میں پہنا ان
 دونوں کے نزدیک بے مضائقہ ہے کیونکہ یہ کپڑا ہتھیار
 کی تیزی دور کرتا ہے اور دشمنوں کی نگاہ میں ہتھک ہے
 اور امام غزالی رحمہ کے نزدیک مکروہ ہے نہی کے مطلق ہونیکے
 سے اور ضرورت نہ کو دافع کر سکتے اور صاحبین فرماتے
 ہیں کہ ریشم خالص یا دافع تیزی ہے اور کسنبی اور غفرانی
 رنگ مرد کو حرام ہے اور کسنبی رنگ کے باب میں علما
 کا اختلاف ہے بعضوں نے مطلق حرام کہا ہے اور بعض
 کہتے ہیں کہ کسنبی رنگ حرام ہے جو کپڑے کے بعد لگایا ہو

کسنبی اور غفرانی رنگ کی کپڑیں

والا مباح و بیضے گو بند کہ راستہ آن ازین شده باشد
 مباح است والا حرام و بیضے گو بند کہ لبس آن در
 مجالس و محافل مکروه است و اگر در خانه پوشد
 درست و مختار و در مذہب مزین کلاہت تحریمی است
 و نماز گذاردن بآن مکروه و در رنگ سرخ خیار و معصفر
 نیز اختلاف است - قاسم رحمہ اللہ کہ از اعظم علماء
 متاخرین مصر است تحقیق نموده فتویٰ داده کہ حرمت
 از حیث لون است پس ہر سرخ حرام باشد و آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کلیم پوشیدہ و علیہ من طرہ من چل
 من شجر اسود یعنی بر رسول صلی اللہ علیہ وسلم چادر
 از اریشیم یا از موسے یا از کھان یا از خز بود - و در مورد
 گھنٹہ مرط و محل کبیریم و سکون را چادر از صوف
 یا از خز است و در نہایہ گھنٹہ مرط از اریشیم باشد و از خز و
 جز آن نیز بود و شرح بسط ابن مقدمہ و ترجمہ
 مشکوٰۃ کردہ ام آنجا ملاحظہ نمایند و موزہ سیاہ و آشتین
 سنت است و زرد و خست و سرخ بدعت اِنَّ
 النَّجَاشِيَّ اهْدٰى لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ
 خُطَّابَيْنِ اسْوَدَ دَيْنٍ سَاذَجَيْنِ لَيْسَ لِمَا
 نَزَّ تَوْضًا وَ مَحَّ عَلَيَّهِمَا سَح مَوْزَةٌ اَبَتْ
 شدہ است بدعت رسول علیہ السلام و آزار ترک نکرد
 مگر مبتدع ضال و روا باشد مسح موزہ کردن اگر بر
 طہارت کاملہ پوشیدہ باشد یعنی تمیز و معذور نہ باشد
 کہ طہارت ایشان ناقص است اما اگر مسلمانانی اول

اسکاتان کو حضرت نے کلی اور مباح

دوسرے کا بیان

اور جو بعد رنگ کے پہنیں تو مباح ہے اور بیضے کہتے ہیں
 کہ اگر بواؤں سے دور ہو گئی ہو تو مباح ہے ورنہ حرام ہے
 اور بیضے کہتے ہیں کہ اسکا مجلسوں اور محفلوں میں پہنا
 مکروه ہے اور جو گھر میں پہنے تو درست ہے اور مذہب مزین
 میں کہ بہت تحریمی فتویٰ کی گئی ہے اور نماز اس کے پڑھنے
 مکروه ہے اور کشتی رنگ کے علاوہ دوسری قسم کے سرخ رنگ
 میں اختلاف ہے - قاسم رحمہ اللہ کہ علماء متاخرین مصر نے
 عالموں میں سے ہیں انہوں نے بعد تحقیق کے فتویٰ دیا ہے کہ حرام
 کشتی رنگ کے سبب ہے لہذا جو سرخ ہے حرام ہے اور
 حضرت نے کلی پہنی ہے جبکہ آیا پر طرہ محل میں شرا و غیر
 آپکے اوپر چادر اریشیم یا بالون یا کتان یا خز کی تھی اور چادر
 میں ہر طرہ محل سیم کی زیر اور رے کی جوڑم چادر صوف
 یا خز کے معانی میں آتی ہے اور نہایہ میں مرط اریشیم و خز سے
 اور دوسری چیز سے بھی ہوتی ہے اور اسکی شرح میں مشکوٰۃ
 کے ترجمہ میں بسوط کی ہے و بان دیکھ لیں - اور سیاہ موزہ پہنا
 سنت ہے اور زرد کی خصیت ہے اور سرخ پہنا بدعت ہے -
 نجاشی (بادشاہ حبشہ) نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
 دو سیاہ موزے تحفے میں بھیجے سو آپ نے انکو پہن لیا پھر
 وضو کیا اور دونو موزوں پر مسح کیا - موزے پر مسح کرنا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ثابت ہوا ہے اور انکو
 سوا بدعتیوں اور گراموں کی کسی ترک نہیں کیا اور صحرا میں اگر
 طہارت کاملہ پہنا ہو یعنی تیمم کیا ہو شخص اور معذور نہ ہو
 کیونکہ انکی طہارت ادھوری ہے لیکن اگر کسی مسلمان نے

یا پہا بست و موزہ پوشید بعد از آن وضو
 تمام کرد بعد از حدت مسح موزہ روا باشد نزدیک
 اما جوب پوشیدن رواست و حکم موزہ دا
 و نعلین پوشیدن سنت است عَنْ قَتَادَةَ
 قَالَ قُلْتُ لِأَنْتِ بْنِ مَالٍ رَضِيَ اللَّهُ
 تَعَالَى عَنْهُ كَيْفَ كَانَ نَعْلُ رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ لَهْمًا
 قَبْلَ أَنْ يَبْعَثَ بِنَبِيِّ دَوَالٍ نَعْلِينَ كَمَا
 بَدَأَ أَشْرَاقَ فَيُرْغَوْنِ وَيُشْرِقُ أَشْرَقُ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَبْنِهِ بِادْرَايَمِ عَسْرَتِ سِرْكَرَاةٍ
 وَأَزَابَتِ دَارِ نَبُوتٍ تَأْتِيهَا مَرَضٌ مَوْتِ رِبْنِهِ بِاَلْغَشَاةِ
 مَرْدُورِ مَحْنِ كَعْبَةٍ وَيَا جُلُوسَ عِبَادَتٍ - وَبَعْضُهُ عَزْوَةٌ
 صَاحِبِينَ كَبْرِيَا بِادْرَايَمِ وَبَارِشَ مَسْكِنَتِ خَلْفِ
 سَدَنَتِ هَسْتِ وَكَرْدِ مَحْرَابِشَتِ زَارَاوِ اَنكَسَارِ تَوَا
 مَشِي مَسْكِنَتِ جَائِزِ هَسْتِ وَيَا زَسْبِ عَسْرَتِ فَرِ
 بَاشَدِ مَسِيرِ نَشُورِ رَوَاسْتِ - وَدَرِ فَوَطِ لَسْتِنِ اَنخُسَرَتِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَرِ اَخْلَافِ هَسْتِ وَفَرِصِ
 فَوَطِ لَسْتِنِ مَكْرُوهِ هَسْتِ - اَنخُسَرَتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ لَسْتِنِ مَكْرُوهِ وَدَرِ سَفَرِ وَدَرِ حَرْبِ وَغَرِ اَكْرِ لَسْتِنِ
 مَمْنُوعِ نَسْتِ چَرِ بَرِ جَامِهِ وَچَرِ بَرِ سِرِ اَمِنِ - وَتَقِي
 الرَوْضَةِ چُونِ جَامِهِ نَوِ قَطْعِ كَهْنِ وَيَا بَرِشِي دَرِ مَنِ اَمِنِ
 مَبَارَكِ هَسْتِ چَانِخِ وَرِخْبَرِ سَتِ مَنِ قَطْعِ اَلْكَوْثِ
 فِي يَوْمِ لَا حِدَ اَصَابَهُ الْغَمُّ وَكَرِ يَكُنِ

پہلے پائون دھوئے اور موزہ پہنا بعدہ وضو تمام کیا۔
 تو وضو ٹوٹنے کے بعد سے موزہ کا مسح روا ہو نزدیک
 حنفیوں کے اور جوب پہنی بھی صحابہ میں اور موزہ کا حکم مختار
 ہیں اور نعلین پہنی سنت ہے۔ قتادہ روایت کرتے
 ہیں کہ میں نے اس مالک کے بیٹے سے پوچھا کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین کیسی تھیں کہا اُنکے دو قبائل
 تھے۔ قبائل اُس چمڑے کے تسمہ کو کہتے ہیں جو
 انگلیوں کے بیچ میں رہتا ہے اور اُسکو شراک بھی کہتے ہیں
 یعنی آپ کی جوتیوں میں چمڑے کے ٹکڑے اور تسمے تھے۔
 آنحضرت صلعم نے قبل از نبوت تنگی کے وقت میں تنگی پائی
 بھی سیر فرمائی ہے مگر ابتدا نبوت سے مرض موت تک
 سو اُصحن کعبہ اور مقامات عبادت کے پار نہ نہیں ہوئے
 اور جو بعض صوفی صاحبین تنگے پائون کو چہ بازار میں چمڑے
 میں سنت کے خلاف ہے اور اگر جنگل میں ہوں اور ازراہ وضع
 اور انکسار کے تنگے پر پھیرن تو جائز ہے اور یا تنگہ تسی اور فقر
 کے باعث جوتی مہیر نہ تو روا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کے کر کے اوپر پٹکا باندھنے میں اختلاف ہے۔
 اور تنقیص کے اوپر پٹکا باندھنا مکروہ ہے کہ حضرت نے
 نہیں باندھا اور سفر اور لڑائی یا جہاد میں مکرباندھنی
 منع نہیں ہے خواہ جامہ پر باندھیں خواہ پیرا میں پرانے
 روضہ میں لکھا ہے کہ جب کپڑا قطع کر لے یا پھینکے تو ایامِ مبارک
 مبارک ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے کہ جو کوئی اتوار کے
 دن کپڑا قطع کر لے تو اُسکو کوئی نہ کوئی غم ہو اور مبارک

جوب در موزہ کا بیان

حضرت نعلین کا بیان

حضرت کے لکھا باندھنے پر اختلاف ہے

جامہ قطع کرنے کے ایام

مُبَارَكًا وَمَنْ قَطَعَ فِي يَوْمٍ لَا سُنَيْنَ كَانَ
 مُبَارَكًا وَمَنْ قَطَعَ فِي يَوْمٍ اَلْثَلَاثَةِ سُرَّةِ
 التَّارِيقِ اَوْ اَعْرَاقَهُ الْمَاءُ اَوْ اَخْرَقَهُ النَّارُ
 وَمَنْ قَطَعَ فِي يَوْمٍ لَا رُبْعَاءَ وَ سَعَهُ الرِّزْقُ
 وَلَوْ تَصِيبَ مَشَقَّةٍ اِلَيْهِ وَيَكُونُ فِي الْمَعِيشَةِ
 وَمَنْ قَطَعَ فِي يَوْمٍ اَلْخَمِيسِ بَرَّكَهُ اللهُ الْعِلْمُ
 وَرَسَخَ رِزْقُهُ وَهُوَ مُكْتَمَرٌ عِنْدَ النَّاسِ
 وَمَنْ قَطَعَ فِي يَوْمٍ الْجُمُعَةِ يَطْوِي الْعُمْرُ
 يَزِيدُ دَوْلَتَهُ وَمَنْ قَطَعَ فِي يَوْمٍ السَّبْتِ
 يَكُونُ مَرِيضًا مَا دَامَ الثَّوْبُ فِي بَدَنِهِ
 و در زاد المتورعین مسطور است کہ این قولے از اقوال امیر
 المؤمنین علی است کرم اللہ وجہہ و مجدث ثابت
 شدہ است اما در حدیث ہمین قدر است کہ جائے
 نوشتہ جمعہ یا روز جمعہ بہ نیت نماز جمعہ پوشد و در
 عید نیز جامہ نو پوشد اگر میسر آید برکت و خیر متی
 و میمنتی دارد۔ و سنت است ہر جامہ نو کہ چون
 پوشد مبارک باید گفت کہ در آن جامہ اورا
 مینے و سرور سے باشد بفضل اللہ تعالیٰ و بلطفہ
 و کرمہ۔ و فی الروضۃ چون جامہ نو پوشد و بار
 انا انزلناہ بخواند و بر آب بد و آن آب بر جامہ
 زند برکت باشد و جامہ بہ نیت نماز پوشد و بعد از
 پوشیدن دو رکعت نماز بگذارد شکرانہ خداے
 عزوجل بعدہ ابن دعا بخواند بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نہو اور جو کوئی پیر کے دن کپڑا قطع کرے تو اسکو مبارک
 ہو اور جو کوئی منگل کے دن قطع کرے تو اسکو چو
 لیجاٹینگے یا پانی میں غرق ہو یا آگ میں جلے۔
 اور جو بدھ کے دن قطع کرے تو اسکی روزی میں
 کشائش ہو اور کوئی مشقت اسکو نہو اور پیش میں رہے
 اور جو قطع کرے جمعرات کو ائمہ اسکو علم روزی کرے
 اور رزق میں کشائش اور وہ لوگوں کی نظر میں بزرگ
 اور جو جمعہ کو قطع کرے تو عمر اور دولت اسکی زیادہ ہو
 اور جو ہفتہ کے روز قطع کرے تو وہ بیمار رہے
 جب تک کہ وہ کپڑا اسکے بدن میں رہے۔ اور
 زادا المتورعین میں لکھا ہے کہ یہ (یعنی جو اوپر بیان
 ہوا) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اقوال میں سے ایک قول
 ہے اور یہ مضمون حدیث سے ثابت نہیں ہوا حدیث
 میں تو صرف اسقدر ہے کہ نیا کپڑا جمعہ کی رات یا جمعہ کو
 بہ نیت نماز کے پہنے اور عید کو بھی اگر میسر ہو تو نیا کپڑا پہنے
 تو اسکو حرمت اور برکت ہو۔ اور جو آدمی نیا کپڑا پہنے تو
 اسکو مبارک کی دنیا سنتی انشاء اللہ تعالیٰ پہنے والے
 کو اس کپڑے میں خوشی اور برکت حاصل ہو۔
 اور روضہ میں لکھا ہے کہ جب نیا کپڑا پہنے دس بار
 سورہ انا انزلنا پڑھ کر پانی پر دم کرے اور کپڑے پر
 چھڑکے تو برکت ہو اور کپڑا بہ نیت نماز کے پہنے اور
 کے بعد دو رکعت خدائے عزوجل کے شکرانہ کی دعا
 کرے پھر یہ دعا پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الرَّحْمَنُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي مَا أَوَارِي
 بِهِ عَوْنِي وَأَجْعَلُ بِهِ فِي حَيَاتِي وَالْخَلْدِ
 لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي لَهَذَا الثَّوْبَ وَرَزَقْنِيهِ
 مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ قَبْلِي وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِالْحَمْدِ لِلَّهِ
 الَّذِي بِنِعْمَتِهِ كَتَبْتُ الصَّلَاةَ وَالْحَجَّ
 تَصْلِحُ الْفَاسِدَاتُ وَتَنْزِلُ الْبَرَكَاتُ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ تَوَكُّبًا
 مُبَارَكًا أَشْكُرُ فِيهِ نِعْمَتَكَ وَأُحْسِنُ فِيهِ
 عِبَادَتَكَ وَأَعْمَلُ فِيهِ لِمَا عِنْدَكَ أَسْتَعِينُ
 بِاللَّهِ وَالنَّجَى إِلَى اللَّهِ نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ اسْتِيلَةِ
 النَّفْسِ بِقَلِيلٍ وَكَثِيرٍ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ
 الْعَفْوَ وَالْعَافَاةَ فِي الدِّينِ وَالْآخِرَةِ
 اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَى وَالتَّقَى وَالْعِزَّةَ
 وَالْغِنَاءَ وَالتَّقَاتِي لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضَى
 ہنوز جامہ در گردن او نرسیدہ باشد کہ ہمہ
 گناہان او آمرزیدہ شوند۔ و سمعت است
 ہر وقت کہ جامہ از وجود فرو آرد سجدہ کند
 و لگا ہارد و اگر نہ اورا شیطان می پوشد و موزہ
 نیز بجا قسط لگا ہارد و وقت پوشیدن لباس
 و موزہ نو اول تعوذ و تسمیہ گوید و اگر سورہ فاتحہ
 بخواند سہ مرتبہ یا مہنت مرتبہ ہنگام پوشیدن جامہ
 نو یا دستار نو یا ردائے نو یا موزہ نو در بدن پوشندہ
 را سرور پیدا شود و با صحت و عافیت بماند و ضرر

احمد شد الذی کسانى سے آخر تک جبکہ ترجمہ یہ ہے سب نعم
 خدا کے لئے لائق ہے جسے مجھ کو ایسا کپڑا پہنایا جس میں
 اپنی شرمگاہ ڈھانکتا ہوں اور اس میں اپنی زندگی میں
 زینت کرتا ہوں اور اسکی تعریف جسے مجھے یہ کپڑا پہنایا
 جو میری طاقت اور قدرت سے باہر تھا اور اسکی تعریف ہے کہ
 جسکی نعمت سے نیکیاں پوری ہوتی ہیں اور جسکی رحمت سے دنیا
 سنو جاتی ہیں اور بہتین اُترتی ہیں اور اللہ کی تعریف ہر حال
 میں ہے اے اللہ اس کپڑے کو مبارک کر جسکو ہنپکرتا ہوں
 کروں اور تیری اچھی عبادت کروں اور تیری فرمانبرداری
 کروں اور اللہ سے میں مدد مانگتا ہوں اور اللہ ہی سے تمنا
 کرتا ہوں اور اُسی سے پناہ مانگتا ہوں نفس کے غلبہ سے تھوڑا ہوا
 بہت لے اللہ تجھ سے دو جہاں میں بخشش اور عطا فرماتا
 ہوں اے اللہ تجھ سے ہدایت اور پیرگاری اور پاکدہی
 اور بے پروائی اور توفیق مانگتا ہوں اسی کہ جس سے تو راضی
 اور پسند فرمائے۔ جامہ ہنوز گردن تک نہ پہنا ہوگا کہ
 دعا کے باعث تمام گناہ اس کے بخشے جائینگے۔ اور سنت
 یہ ہے کہ جب کپڑا بدن سے اُترے تو پیٹھے اور تہ کرے
 اور رکھ چھوڑے ورنہ شیطان اسکو پس پتیا ہے اور موزہ
 بھی بحفاظت رکھ دے اور نئے لباس ورنیا موزہ پہنتے
 وقت اول اعوذ اور بسم اللہ پڑھے۔ اور جو نئے جامے
 اور نئی دستار اور نئی چادر اور نئے موزہ کے پہنے کے وقت
 تین یا سات مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھے تو پہنے والے کو
 سرور ہمین پیدا ہوگا اور صحت اور عافیت سے رہے گا اور ضرر

بطرف شود اگر مرض باشد وقام ادا شود اگر صاحب
دین باشد و زود تر بماند و اگر نیز میسر شود باید که جامه
کهنه فقیر و مسکین بدهد یا بپل و خیال خود بخشد اگر
مستحق باشد که درین اجر بسیار است و ثواب بیشا
و الحمد لله رب العالمین و الصلوٰۃ علی سید
المرسلین و علی آلہ و اصحابہ اجمعین - فقط
تمام شد

ہو تو اسکا مرض دور ہو یا در جو قدر ضرر ہو تو اسکا
ادا ہو جائے اور دوسرا کپڑا بھی جلد میسر ہو اور لانا
کہ پڑا نا کپڑا فقیر و مسکینوں کو دیکر یا اپنے
خیال کو اگر مستحق ہوں تو دیدے کیونکہ اسمین
ہے اور ثواب بے شمار ہے - و الحمد لله رب العالمین
و الصلوٰۃ علی سید المرسلین و علی آلہ و اصحابہ اجمعین
تمام ہوا

خاتمہ

دا ختم کتہم ماکہ باشد اپنے ملکی لباس کے پابند ہیں جس سے انکی شناخت اور تمیز ہوتی ہے مگر ہمارے باردار
اسلامی کی حالت پر افسوس ہے کہ یہ کسی وضع کے پابند نہیں اگر کوئی نصرانی لباس رکھتا ہے تو کوئی پنجابی
کوئی پوہلی لباس رکھتا ہے تو کوئی دکھنی بلکہ جو موجودہ عام ملکی لباس ہے یعنی انگرکہ اور ٹوپی وغیرہ تو یہ بھی
کے لباس کی تقلید ہے اسوس کہ ہمارے بھائیوں نے اپنے اہلی اور ایہ فقر لباس کو ترک کر دیا جس سے انکی شوکت و
شان نیز معرض زوال میں آئی یہ حالت دیکھ کر کترین ظائق مرزا احمد بیگ نقشبندی نے بظہر خواہی
یہ نایاب رسالہ لباس سنت مصنفہ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ سے بہم پہنچا کر اردو بامحاورہ میں
ترجمہ کر کے ترجمہ مع اہل اجازت و رغبہ جناب مولانا مولوی عجمہ اللہ صاحب المدینۃ مطبعہ مجتہبی دہلی میں
کرایا تاکہ بھائیوں کو رسول مقبول اور وسیلہ الی اللہ کے لباس اختیار کر سکیں ترغیب ہوا اس مودہ سنت کے زندہ کرنے
میں عاج کو نین پر ناز ہوں - اگر غور سے دیکھا جائے تو سوائے لباس مسنونہ کے کسی لباس میں تقدس کی شان
نہیں نکلتی جس سے آدمی صلح اور نیک چلن نظر آتا ہے اور یہ لباس اسکی صلاحیت کا شاہد بن جاتا ہے اور اسکی استعمال
سے یہ امید بھی ہوتی ہے کہ ظاہری اتباع سنت کی برکت باطنی قباج پر اثر ڈالے اور رسول اکرم کی سچی پیروی نصیب
ہو کہ آخرت میں آپ کے ساتھ محشر ہوں اور فوز عظیم پر فائز ہوں - امید کہ اس رسالہ کو ہمارے بلاد قدر کی نظر سے
دیکھیں گے اور اسیر علمد آمد کریں گے اور اس عاجز کو دماغے خیر سے محروم نہ فرمائیں گے و اللہ اعلم بالصواب

بلا اجازت سوائے مولانا موصوف الصمد کے دوسروں کو اسکی چھاپنے کی اجازت نہیں